

قیمت سالانہ ۲

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۰

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے۔ ۶ ستمبر ۱۹۱۷ء | نمبر ۳۶

گلدستۂ اخبار

انسوس کہ جرمنوں نے ریگا پر قبضہ کر لیا ہے

امریکن فوج فرانس میں تیار ہو رہی ہے اور ۱۹۱۸ء میں محاذ پر چلی جائے گی۔

جرمن چاہتا ہے افریقی نوآبادیات اُسکو واپس ملجائے

کلکتہ جوبلی کے آرچ بشپ نے چار عورتوں کو سٹوڈنٹ آف تھیالوجی کا ڈپلوما دیا ہے۔

ان مستورات نے باقاعدہ تعلیم پاکر تھیالوجی کا امتحان پاس کیا ہے۔

امریکن ویسلین سوسائٹی کو امسال ۱۴۷۰۰۰ روپیہ زیادہ وصول ہوئے ہیں۔

الہ آباد کی وائی ایم سی اے اور ٹوڈنٹس کرسچن ایسوسی ایشن دونوں ملگئی ہیں۔

مدراس کی کرسٹو سماج نے ہندوستانی مسیحی طلبا کے لئے ۲۵ روپیہ کے کئی ایک وظیفے مقرر کئے ہیں ؛

اس وظیفے کے لئے امیدوار کو ہیڈماسٹر سے لیاقت کا مفلسی کا کسی لے مین سے اور چال وچلن کا کسی پاسٹر سے سرٹیفکیٹ پیش کرنے ضروری ہیں۔

المورہ کی چار لیڈی مشنریصاحبان ہوم رول لیگ میں شامل ہوگئی تھیں۔ مگر مجبوراً ان سے قطع تعلق کر لینا پڑا۔ (مخزن مسیحی)

کلکتہ نیشنل کانگرس کی انتظامی کمیٹی میں پادری بی۔ اے ناگ اور پادری بی این باسو صاحبان شریک ہیں (مخزن مسیحی)

میتھوڈسٹ لوہاری کنونشن امسال ۲۸ ستمبر کو ایٹہ میں منعقد ہوگی۔

انڈیا سنڈے سکول یونین کے بائیبل کے امتحان میں ۱۸۹۶ء سے اب تک ۴۰۰۰۲۵ طلبا شامل ہوئے اس امتحان کے متعلق اسی عرصہ میں ۱۸۷۸۰ سارٹیفکیٹ دیئے گئے۔

سنا جاتا ہے کہ مدراس کے مسٹر جے ڈبلیو ایس ویلنٹائے ایم اے کرسچن کالج لکھنؤ میں پروفیسر تاریخ مقرر ہو کر آرہے ہیں۔

لندن میں پیٹرول کی قیمت میں فی گیلن ½ ۸ پنس کی زیادتی ہوگئی ہے۔

جرمن دباؤ کا رخ اس وقت ریگا پیٹرو گراڈ ریلوے کی جانب ہے۔

روس میں جرمن باغیانہ تحریکوں کا اب برابر پتہ لگتا جارہا ہے۔

پوپ کی تحریک صلح کے خلاف جو مسٹر ولسن نے جواب دیا ہے اُس سے جرمنی میں بڑی بدامنی پیدا ہوگئی ہے۔

تار برقیات

روسیوں نے ریگا دیدیا۔

لنڈن ۳ ستمبر۔ ایک روسی مراسلہ مظہر ہے کہ ریگا کے مغربی مقام کے معرض خطر میں ہونے کے سبب سے ہم نے ریگا کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اکسکول کی سمت میں ہم ہلڈرینگ شانت سٹیبم ڈالن خط تک پیچھے ہٹ گئے۔ دریائے جگیل پر بر دشمن ہمارے مورچوں میں گھس آیا ہمارے بعض دستوں نے ارادۃً مورچے چھوڑ دیئے اور شمال کی جانب ہٹ گئے۔ ہم نے اُکسینی کی سمت میں دشمن کے سخت نقصان کے ساتھ اُس کو پسپا کر دیا۔

لنڈن ۴ ستمبر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈوینا سے عبور کر جانے کا اثر ریگا سے اوپر ۱۸ میلوں تک ہو گیا ہے۔ جرمن بادیٔ الحال ریگا۔ پیٹروگراڈ ریلوے کی سمت کو ہے۔ ستاؤ سڑک پر جرمن جارحانہ حملے سخت ہیں کیونکہ وہ پتھرول دلدل کے وار پار جانے کا عام راہ ہے۔

لنڈن ۳ ستمبر۔ ایک جرمن بے تار کا سرکاری مراسلہ راوی ہے کہ ریگا لے لیا گیا ہے۔

لنڈن ۳ ستمبر حال کے واقعات کے بعد جو روسی محاذ پر ہوئے ریگا کا سر ہو جانا غیر متوقع نہ تھا۔ جو امکانات اس سے پیدا ہوتے ہیں اُن پر کسی قسم کا تصور باندھنا بہت ہی قبل از وقت ہے مگر یہ یاد کیا جاتا ہے۔ کہ جنرل کا رنیلاف نے ماسکو کانفرنس کو سنجیدگی کے ساتھ آگاہ کر دیا تھا کہ اگر خلیج ریگا کے سواحل کو سنبھالے رکھنے میں فوج ہماری امداد نہ کریگی تو دشمن کے لئے پیٹروگراڈ کا بڑا راستہ کھلا ہے۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ ایک روسی اسلحہ مظہر ہے کہ ہم نے دریائے ڈوینا کے پلوں کے جنوبی مورچوں کو آگ لگا کر ریگا کو کل صبح کے وقت چھوڑ دیا۔ ہماری رجعت شمال مشرق کیجانب ہو رہی ہے۔ دشمن کے جہاز اب ریگا کے ساحل پر کے دیہات پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ اکسکول کی سمت میں دشمن نے جنیل میں ہماری فوج کو نکال دیا اور ۱۳ ورسٹ کے محاذ پر ہمارے مورچوں کے اندر گھس آئے انہوں نے والڈ ٹوڈر پر قبضہ کر لیا۔ ہم شمال کی جانب رجعت کر رہے ہیں اپنے محاذ کو پھر آراستہ کرنے کی تجاویز اور کوششیں ہم کر رہے ہیں۔ ملڈ پ۔ رنبک اور کرنزم کے علاقہ میں ہماری فوج دشمن کے دباؤ کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہی اور ہم شمال مشرق کیجانب پیچھے ہٹ گئے ہیں۔

جرمن افریقی نوآبادیات کا خواہشمند ہے۔

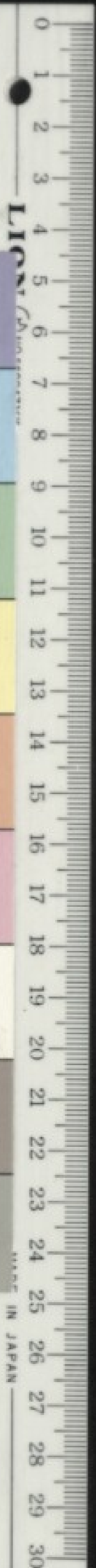
لنڈن ۳ ستمبر۔ لنڈن کا اخبار ٹائمز جرمن کی عالمگیر حکمت عملی پر ایک آرٹیکل لکھتا ہوا کہتا ہے کہ جرمن کی بحری پالیسی اُس کی اصل حکمت عملی ہے۔ خواہ وہ کسی ہی پیرائے میں کیوں نہ ہو۔ جرمن اپنی نوآبادیات کے واپس ملجانے کا نہ صرف اس لئے خواہشمند ہے کہ اس سے اس کی کفایت شعاری کی اہمیت بڑھ جائیگی۔ اور اس کی فوجی اہمیت بھی قائم رہے گی بلکہ اس کی نظریں حبشیوں کی بڑی جنگجو ریاست کیطرف لگی ہوئی ہیں۔ جن پر جرمن افسر حکمران ہیں۔ اور جنہیں جرمن جنگی قواعد اور طریق پر ترتیب دی گئی ہے۔

وہ چاہتے ہیں کہ ایسی ریاست ملجائے جو خود سامان بہم پہنچا سکے جس میں سامان جنگ کے اپنے ہی کارخانے ہوں اور جسکا اپنا بحری بیڑوں کا قاعدہ (خط بنیادی) ہو۔ کیونکہ اُس سے تمام بر اعظم افریقہ پر اسکا اختیار اور اثر ہو جائے گا۔ اور بحر قلزم اور سویز کنال کی محافظت زایل ہو جائیگی اس طور پر اس کا بہ آسانی الحاق وسطی یورپ کے ساتھ ہو جائیگا۔ اور وہ سیاہ فام فوج سمندر کی لہروں کی طرح چاروں طرف بھیج سکیگا اور بیسیوں بحری بیڑوں کے بنیادی خطوط سے براہ کیپ ہندوستان کو اور آسٹریلیشیا اور مشرق بعید کو دھمکا رہیگا اور انگلستان کو بحر شمالی میں اپنی بحری افواج جمع کرنے سے باز رکھیگا۔

جرمن کے مقاصد صلح

لنڈن ۳ ستمبر۔ امریکہ میں افواہ ہے کہ پوپ ذیل کے شرائط صلح پیش کرنے پر آمادہ ہے یعنی کہ بلجیم آزاد ہو مگر جرمنی کا فوجی قاعدہ انٹورپ ہو۔ کہ لورین خود مختار ہو۔ مگر السس جرمن کا ہو۔ کہ ٹریسٹی آزاد بندرگاہ ہو اور کہ بلقان ریاستوں کے متعلق ایک کانفرنس منعقد ہو

ایک جرمن اخبار مسٹر ولسن کے نوٹ کی شرح کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جرمنی باشندے اپنی ہستی قائم رکھنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔ وہ نہ تو اپنے حقوق کے لئے نہ کسی خاص خاندان کے لئے اور نہ کسی خاص صورت کی حکومت کے لئے لڑ رہے ہیں۔



ایڈیٹوریل نوٹس

مسیحیت قدرت ہے

گذشتہ ہفتے اختصاراً ہم نے یہ بتایا تھا کہ کس طرح مسیحیت بنی نوع انسان کی مذہبی اور تمدنی اور پولیٹیکل ہر قسم کے سدھار کے لئے خدا کی قدرت ہے۔ اس ہفتہ بھی ہم اس طرف اور زیادہ اپنے ناظرین کی توجہ کو منعطف کرتے ہیں کہ مسیحیت اپنے تمدنی اور سیاسی فرائض کو کیسے عمدہ طور پر خاموشی کے ساتھ پورا کرتی ہے۔ سو یہ امر قابلِ غور ہے کہ اگر مسیحیت نے مادیت پر فتح پایا ہے۔ اگر اُس نے بت پرستی اور دہریت کی حکومت کو بیخ و بن سے اُڑا دیا ہے۔ اور اگر اُس نے ہندوستانی مسیحیوں کی قومیت کے آفتاب کو کامیابی کے آسمان میں نصف النہار پر روشن اور درخشاں کرتا ہے اور سوسائٹی اور گورنمنٹ میں جان ڈالتا اور اُس کے اندر نئی روح پھونک کر زندگی کے اصلی معنوں میں اُسکو زندہ کرتا ہے۔ اور اگر اُس نے مریض عصیاں اور بیقرار روح کو چنگا کرنا اور ہندوستان کی کایا پلٹ دینا ہو تو لازم اور واجب ہے کہ ہندوستان کے دیگر مذاہب اور فرقوں کے باشندے مسیحیوں کے ساتھ مِل کر خدا کے سارے ہتھیار باندھ لیں اور صلیب کا جھنڈا اپنے ہاتھوں میں لیں اور روحانی اور اخلاقی اور تمدنی اور سیاسی امور میں خداوند کے اس قول پر کاربند ہوں کہ جو کچھ خدا کا ہے خدا کو اور جو کچھ بادشاہ کا ہے بادشاہ کو دو۔ اور پولس رسول کے اس مقولہ کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ کہ خدا سے ڈرو اور بادشاہ کی عزت کرو۔ اس بات کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھیں۔ کہ صلیب ہی فتح کا نشان ہے اور صلیب ہی سے ہماری فتح ہے صلیب جیسے گنہگاروں کی نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔ ویسے ہی تمدنی اور سیاسی امور میں بھی بغیر صلیب کے کسی قسم کی فتح ناممکن ہے۔

جن باتوں کا مطالبہ ہم آجکل کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر ہم نے دنیا کو مسیح کیلئے فتح کرنا ہے اور مسیح کی بادشاہت کو اس میں قایم کر دینا ہے تو ضرور ہے کہ نہ صرف ہم انفرادی طور پر بلکہ جماعتی طور پر بھی ہر امور میں از سر نو پیدا ہوں۔ بیشک سوسائٹی کبھی اپنی کمالیت کے معراج کو پہونچ نہیں سکتی جب تک کہ اُسکا فرد فرد از سر نو پیدا نہ ہو۔ لیکن ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ افراد باہمی تعلق اور رشتہ بھی رکھتے ہیں۔ ہم سے کوئی بھی اپنے لئے نہیں جیتا۔ اور جب تک یہ باہمی تعلقات اور رشتے قایم اور محفوظ نہ ہوں تب تک سوسائٹی کا بھی قایم اور محفوظ رہنا ممکن نہیں ہے۔ اور جب سوسائٹی ہی معرض خطر میں ہے اور باہمی نفاق اور پھوٹ ہندوستان کے اندر مرض کہنہ کی طرح ساری ہے۔ اور جب تک ہندو مسلمان اور مسیحی قومیت کے ایک ہی جھنڈے تلے نہ آجائیں تب تک اِن مختلف افراد کی جن سے ہندوستان کی سوسائٹی مرکب ہے۔ مذہبی اور تمدنی اور سیاسی سدھار محال بلکہ ناممکن ہے۔ دیکھو جن ملکوں کو سلف گورنمنٹ عطا ہوئی ہے۔ اُن کے باشندے مذہبی اور قومی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ذرا جاپان کو ہی مطالعہ کرو اور دیکھو کہ باوجود ایک ہی گھر میں دو تین مذاہب ہونے کے بھی وہ قومیت کی زنجیر سے کیسے بندھے ہوئے ہیں اور اُن کے باہمی تعلقات اور رشتے کیسے مضبوط اور استوار ہیں۔ ان کی سوسائٹی قومیت کے بندھنوں سے کیسی جکڑی ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر ہمارے ہندوستان کو سلف گورنمنٹ یا ہوم رول کی آرزو ہے تو وہ باوجود مختلف مذاہب رکھتے ہوئے بھی اپنے نیک منش اور وسیع خیال شہنشاہ کے تحت ہو کر اپنی قومیت اور سوسائٹی کے باہمی تعلقات اور رشتوں کو مضبوط اور وسیع کریں اور خدا سے ڈرتے اور بادشاہ کی عزت کرتے ہوئے باہم متحد ہو کر اس امر اہم میں بڑی دانائی اور استقلال اور صبر کیساتھ ساعی و معاون نہیں۔ نہ غیر مسیحیوں کو مسیحیوں سے اور نہ مسیحیوں کو غیر مسیحیوں سے جدا رہنا چاہیئے۔

مسیحیت کی ترقی عجائبات

آسمان کی بادشاہت کے واقعی آج بھی ہر زمانہ میں سے ایک ہے۔ اُس کے نشانات

ظہور میں آرہے ہیں۔ اگر ہم صرف مسیحی مذہب کی سرعت اشاعت ہی کی طرف خیال کریں تو اس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا کہ وہ دن بہت نزدیک ہے جبکہ خدا کی بادشاہت اپنے پورے کمال کے ساتھ دنیا میں قائم ہو جائے گی۔ چنانچہ ذیل کے تعداد و شمار سے جو قاصد سے اقتباس کیا جاتا ہے یہ امر ظاہر اور روشن ہے کہ تمام دنیا میں اول صدی کے خاتمہ پر دس لاکھ عیسائی تھے۔ دوسری صدی کے اختتام پر اُن کا شمار دو چند یعنی بیس لاکھ ہو گیا تیسری صدی کے انجام پر پچاس لاکھ۔ چوتھی صدی کے اخیر میں عیسائی ایک کروڑ تھے۔ آٹھویں صدی کے اخیر میں اُن کی تعداد تین کروڑ پائی گئی تھی۔ نویں صدی کے خاتمہ پر ۴ کروڑ اور دسویں صدی کے اخیر میں پانچ کروڑ مسیحی تھے۔ پندرہویں صدی میں اُن کا شمار دس کروڑ ہو گیا تھا۔ سولہویں صدی میں ساڑھے بارہ کروڑ۔ سترھویں صدی میں ساڑھے پندرہ کروڑ

اور اٹھارھویں صدی میں بیس کروڑ تھے۔ سنہ ۱۸۸۰ء کی مردم شماری کے وقت عیسائی چالیس کروڑ دس لاکھ تھے۔ دس سال کے بعد انچاس کروڑ تین لاکھ پائے گئے۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں کل دنیا میں پچاس کروڑ عیسائی تھے سنہ ۱۹۱۵ء میں تمام روئے زمین پر عیسائیوں کا شمار ستاون کروڑ دس لاکھ تھا۔ گزشتہ تیس سال میں عیسائی مذہب کے شمار میں جو ترقی ہوئی ہے۔ وہ اول سترہ صدیوں سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ اس کی عالمگیری کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ دنیا کی پچاس قوموں میں سے بیالیس مسیح کو اپنا مکتی داتا مانتی ہیں۔ اور صرف ۸ ایسی ہیں جو اسے نہیں مانتیں مسیحی مذہب کے ماننے والوں کا شمار تمام دنیا سے بڑھا ہوا ہے۔ گویا کرہ ارض کی نصف آبادی اسی مذہب کے زیر نگیں ہے مسلمانوں کا شمار چھبیس کروڑ ساٹھ لاکھ ہے ہندوؤں کا پونے بائیس کروڑ کنفوشس کے مقلد چونتیس کروڑ۔ اور مہاتما بدھ کے پیرو فقط نو کروڑ اور یہودی ایک کروڑ ہیں۔ یہ واقعات ہیں جس سے حق پسند اور منصف مزاج لوگ گریز نہیں کر سکتے۔ اور قابل غور ہیں۔ اور یہی عیسائی مذہب کی الہٰی ابتدا پر دال ہیں۔

اپنے بیٹے کے قصور کی پاداش میں باپ نے اپنی ایک آنکھ نکلوا دی

مورخین بتاتے ہیں کہ قدیم شہر لوسری نامے میں ٹیلیوکس نام کا ایک بادشاہ تھا اس نے اپنے قلمرو میں یہ قانون جاری کر رکھا تھا۔ جس کی خلاف ورزی کی یہ سزا تھی۔ کہ خلاف کنندہ کی دونوں آنکھیں نکال دیجاویں۔ اتفاق سے اس قانون کی خلاف ورزی سب سے بادشاہ کے بیٹے سے ہی ہوگئی۔ جب بادشاہ کو اس امر واقع سے مطلع کیا گیا تو اس قانون کے مطابق بادشاہ نے اپنے بیٹے کی ایک آنکھ نکالے جانے کا حکم دیا اور فرط محبت سے مجبور ہو کر اس نے اپنے بیٹے کی دوسری آنکھ کے عوض میں ایک آنکھ اپنی بھی نکالا ڈالی۔ بادشاہ کے اس عمل کا مدعا یہ تھا کہ قانون کا تقاضہ اور اعزاز بھی قائم رہے۔ اور اپنی محبت کا ثبوت بھی کافی پہنچ جائے۔ یہ باپ کی محبت اور بادشاہ کی قانون داری کی ایک ادنےٰ سی انسانی مثال ہو مگر اس میں آسمانی باپ کے اس عدل اور رحم کی اعلیٰ تکمیل کا مدھم سا سایہ نظر آتا ہے۔ جو کہ اس کی ذات میں کامل ہے اور جس کا اظہار بکمال خداوند یسوع مسیح کے ذریعہ سے ہوا جس کو اس نے اپنی بڑی محبت سے ہم سبھوں کے گناہوں کے عوض میں دیدیا۔

جنوبی امریکہ کے میدانوں میں ایک نباتی قطب نما

جہاں وسیع اور ناپید اکنار سمندروں میں جہاز ران قطب نما ... کی رہنمائی سے سفر کیا کرتے اور منزل پر پہنچ جاتے ہیں وہاں جنوبی امریکہ کے وسیع گھاس کے میدانوں میں جہاں نہ کوئی رستہ ہے اور نہ ہی کوئی رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ ایک پھول کی ہدایت سے لوگ اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جنوبی امریکہ کے وسیع گھاس کے میدانوں میں ایک خاص قسم کا پھول ہوتا ہے۔ جسکا رخ ہمیشہ ایک سمت کو رہتا ہے۔ اگر کوئی مسافر گمراہ ہو جاتا ہے اور اس کے پاس رستہ پانے کا کوئی وسیلہ نہیں ہوتا تو وہ اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خواہ کتنا ہی مینہ برستا یا آندھی اور جھکڑ چلتا ہو اس پھول کا رخ ہر وقت اور ہر حالت میں شمال ہی کی جانب رہتا ہے

صحیفہ فطرت میں یہ قطب نما پھول خداوند یسوع مسیح کا ایما اور علامت ہے۔ جو مذہبی دنیا میں گمراہ انسان کو خدا کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے یکتا اور یگانہ قطب نما ہے۔ اور اس پھول پر بادوباران وغیرہ کا کچھ اثر نہ ہونا خداوند یسوع مسیح کی بیگناہی پر دال ہے۔

بچوں کا دن

انڈیا سنڈے سکول یونین کے جنرل سکرٹری پادری آر۔ برجز صاحب تمام پاسٹر صاحبان کی خدمت میں یہ سوال پیش کرتے ہیں "کیا آپ بچوں کے دن (چلڈرنس ڈے) کے لئے بڑی بڑی تجاویز کر رہے ہیں" اور اسی عنوان کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ "۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء کے اتوار کو سنڈے سکولوں کے لئے دعا کا عالمگیر دن منانے کے لئے کافی وجوہات ہیں۔ یہ موقعہ سال بھر میں سب سے اچھا ہے تاکہ مذہبی تعلیم پر کل کلیسیا کی توجہ اس مرکز پر جما دی جائے۔" (۱) کیا آپ (اس موقعہ پر) خاص سرمن دینے کے لئے تیاری کر رہے ہیں؟ (۲) کیا آپ موثر سنڈے سکول ایڈریس تیار کر رہے ہیں؟ (۳) کیا آپ انتظام کر رہے ہیں کہ سنڈے سکولوں کے مضامین اس تاریخ مقررہ کے بعد ہفتہ کی درمیانی عبادتوں کا خاص مضمون ہو؟ (۴) کیا آپ دعا کر رہے ہیں کہ اس آپ کے سنڈے سکول میں سے کوئی جوان کلیسیا میں شریک ہو جائے؟ (۵) کیا آپ اس تاریخ اور موقعہ کو بہت جلد مشتہر کر رہے ہیں؟ (۶) کیا آپ اپنی کلیسیا اور سنڈے سکول کمیٹیوں کے روبرو اس معاملہ کو رکھنے کے لئے ارادہ کرتے ہیں تاکہ ہوشیاری کے ساتھ تجاویز



صورت پذیر ہوں؟ (۲) کیا آپ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ۱۷ اکتوبر کے دن کو یگانہ روحانی طور پر کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے؟

سچی بات سعد اللہ کہے سب کے من سے اُتار ہے

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے کسی گذشتہ نمبر میں رسالہ مافیع تثلیث کے بارے میں معزز اور لائق معاصر کوکب ہند کی رائے کے خلاف جو رائے دی تھی وہ ہم نے صرف اظہارِ حق کی نظر سے کی تھی۔ اور ناظرین اور پبلک کو اُس خطرہ سے بچانے کی غرض سے تھی۔ جس میں معاصر موصوف کے ریویو کی بنا پر اُن کے پڑ جانے کا خطرہ تھا۔ ہم نے معزز ایڈیٹر صاحب کو مطلق بُرا بھلا نہیں کہا۔ اور نہ ہی ہماری مجال ہے اگر ساتھ ہی اظہارِ حق کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے ہم نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا تھا۔ اس پر ہمارے معزز ایڈیٹر صاحب بڑے سیخ پا ہوگئے ہیں۔ اور اپنے ۱۶ اگست کے پرچے میں ہمیں بہت سب و شتم سنائی ہے۔ ہمارے خیال میں ہمارے ساتھ ہونا بھی ایسا ہی چاہیے۔ کیونکہ ہمارا اتفاق اس مقولہ کے ساتھ ہرگز نہیں ہے کہ

دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

بلکہ ہماری عادت تو اس کے عین خلاف پر ہے کہ

راستی فتنہ انگیز بہ از دروغ مصلحت آمیز

اور یہی وجہ ہے کہ یہ مذکورہ بالا عنوان ہم نے اپنے اس نوٹ کے لیے پسند اور تحریر کیا کہ **سچی بات سعد اللہ کہے سب کے من سے اُترا رہے**۔ بات تو تب بنتی تھی۔ کہ ہمارا معزز ایڈیٹر ہماری رائے کو لغو اور ہیچ ثابت کرتا حالانکہ ہماری رائے پر صرف اتنا کہہ کر ہی درگذر کیا ہے۔ کہ ہم کو نور افشاں کی رائے کی نسبت کچھ نہیں کہنا ہے لو گو ہماری رائے کو آپ نے تسلیم کر لیا ہے۔ اُس کی نسبت آپ کو کچھ شکایت نہیں۔ تو بھلا پھر ہم کو ایسا سخت سست کیوں کہا؟ ہاں اگر آپ کی "شکایت تلخ" ہے تو اُس مضمون کے متعلق ہے جو ہم نے شائع کیا۔ یعنی ایڈیٹر صاحب کوکب ہند نے اس صورت میں ہم "شکایت تلخ" سے بری ہوئے اور یہ "شکایت تلخ" آپ ہی کے لکھنے کے مطابق آپ ہی کے کس مضمون کے متعلق ہے جو ہم نے یعنی ایڈیٹر صاحب کوکب ہند نے شائع کیا۔ ہماری رائے متعلقہ کوکب ہند مطبوعہ ۱۶ اگست پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔ شکر ہے کہ آنجناب کے قلم حقیقت رقم سے ہماری تائید ہی ہوئی ہے نہ کہ تردید۔ ہم اس کے لیے اپنے معزز ایڈیٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پبلک کی توجہ اسباب کی طرف پھیرتے ہیں کہ برائے مہربانی رسالہ مذکورہ بالا کو دیکھیں اور ایڈیٹر صاحب کوکب ہند کی اور ہماری رائے کا مقابلہ کر کے فیصلہ کریں۔ اور بس۔ ایڈیٹر صاحب ذرا اُس نوٹ پر بھی غور کریں اور ہمارے ریویو کی تاخیر کا مقابلہ کریں۔ یہ بیان ہم کو اس نوٹ کے لکھنے کے بعد موصول ہوا۔ جو آئندہ شائع ہوگا۔

میرزا امیر حسن صاحب کا کام

مسٹر پولوس۔ ایس لال صاحب کوٹہ (راجپوتانہ) سے نواب زادہ میرزا امیر حسن صاحب کی بابت تحریر فرماتے ہیں کہ "ناظرین کو معلوم ہو کہ آجکل آپ راجپوتانہ کا دورہ فرما رہے ہیں۔ کلیساؤں اور پبلک میں بڑی کامیابی ہو رہی ہے پر افسوس کہ پبلک لیکچروں میں بحث کے موقع پر لوگ لاجواب ہو کر سخت مخالفت دکھایا کرتے ہیں۔ مگر آپ اُن سے یہ فرماتے ہیں کہ جناب مسیح کی خوشخبری اور جلال کے ظاہر کرنے کا باعث ہے اور موت مسیح تک پہنچنے کا دروازہ ہے۔ میرا خون مسیحیوں کو جوش دلانے کا باعث ہوگا۔" چنانچہ یہیں آپ نے چند درس دیئے اور بحث بھی کی لیکن مخالفین عاجز ہو کر پادری کمی صاحب کے بنگلہ پر نواب زادہ پر رات کے حملہ آور ہوئے۔ مگر خیر گذری۔ کلیساؤں سے التماس ہے کہ وہ اُن کے واسطے دعا کریں کہ مخالفین پولوس کی طرح پکڑے جائیں۔

جرمن کس طرح حملہ کرتے ہیں؟

یہ امر جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ جرمن آجکل کس ترتیب سے میدان جنگ میں اپنے مقابل پر حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق ایک حال ہی کے حملہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جرمنوں نے سب سے پہلے خاص خاص مقاموں پر بھاری بھاری توپیں لگائیں۔ اُن کے پیچھے پیادہ فوج خوب جم گئے اور غیر معمولی طور پر مجتمع ہو کے مستعد تھے۔ سیال مادہ چھوڑنے والے کارکنوں نے حملہ کی ابتدا کی اور اُن کے عقب بعقب بم انداز تھے۔ یہ لوگ بڑی بہادری سے رہے مگر اُن کی یہ شکایت رہی ہے کہ اُن کے ہمراہی کافی طور پر اُن کی امداد نہیں کرتے رہے۔ حملہ کا دارومدار انہیں دو پارٹیوں پر تھا۔ اُن کے پیچھے بندوق بردار اور بم بردار اور مٹی سے بھرے ہوئے بورے والا گروہ تھا۔ تاکہ جوں ہی کوئی مورچہ فتح ہو اُسی وقت اُس کے استحکام میں مصروف ہو جائیں۔ حال ہی کے جنگ میں جرمنوں نے بھی عموماً وہی طریقہ گھیرے ڈالنے کا اختیار کیا تھا۔ جو ہمارے اتحادیوں نے سوم اور دیمی وغیرہ پہ اختیار کیا تھا۔ اپنے تفصیل

مدعا کے لئے اُنہوں نے دو سطوح مرتفع پر قرب جھ میل کے محاذ پر پھر حملہ کیا۔ مگر فرانسیسی مقابلہ بھی ایسا جم کر کیا گیا کہ جرمنوں کا ایسا سخت نقصان ہوا کہ اہل اخبار اس کو جنگ کی نہایت ہی خونریز شکستوں میں سے ایک شکست بیان کرتے ہیں تمام فرانسیسی مورچوں کے سامنے جرمن کشتوں کے پشتے ہی پشتے ہی لگے ہوئے نظر آتے تھے۔ جن خندقوں پر جرمنوں نے پہلے قبضہ کر لیا تھا۔ وہ ہاتھ سے دے بیٹھے۔ اور دوسرے دن اُنہوں نے پہلی قطار کی خندقیں لے لیں۔ مگر اس کی حفاظت نہ کر سکے۔ آخر کار مدافعین نے بھی اپنے جوہر دکھائے۔ اور اُن کا حملہ کمزور کر دیا گیا۔ اور فرانسیسیوں نے بھی جارحانہ حملہ شروع کر دیا تاکہ دشمن اپنا پاؤں نہ جمائے۔ فرانسیسیوں نے یہ حملہ ایسی شدت سے کیا کہ اگرچہ جرمن بھی جان توڑ کر لڑے تو بھی فرانسیسیوں نے سطح مرتفع کیلیفورنیا کی ساری گئی ہوئی زمین واپس لے لی اور سطح مرتفع کاسیمیٹ میں اُنہوں نے نہ صرف اپنی گئی ہوئی زمین ہی واپس لے لی بلکہ خاص خاص موقعوں پر آگے بھی بڑھ گئے۔ جرمنوں نے اس حملہ میں مقامات لے لینے میں اندھا دھند قربانیاں کیں۔ مگر ایک مورچہ بھی اُن کے پاس باقی نہ رہا۔

چیمن ڈس ڈیمز اور وردون ﴿ان دونوں شہری جنگ

اور اُن کے نتائج پر جو رائیٹر کے کارسپانڈنٹ متعینہ فرانسیسی صدر مقامات کے درمیان مقابلہ کیا ہے۔ وہ نہایت دلچسپ اور اطمینان دہ ہے جس سے ہمارے اتحادیوں کی فوقیت اور دشمن کی شکست کے بارے میں صحیح تصور باندھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ رائیٹر کے کارسپانڈنٹ کی تاریں جو اخبارات میں شائع ہوئی ہیں اسباب کا بیّن ثبوت میں رکھتا ہے۔ **چیمن ڈس ڈیمز** کی لڑائی جس میں فرانسیسی فوج پانچ ماہ سے منہمک ہے وہ آخر کار ایسی عجیب صورت پکڑ گئی ہے کہ جیسی گذشتہ سال وردون کی لڑائی کی تھی۔ ان دونوں لڑائیوں کے محاذ قریبًا یکساں ہیں ۵ مئی اور ۲۰ اگست کے درمیان چیمن ڈس ڈیمز کی جنگ میں جرمن کے ۴۹ ڈویژن شامل تھے۔ اور گذشتہ سال کے اسی عرصہ میں ۴۹ ڈویژن شامل تھیں۔ اس حقیقت سے کہ عرصہ مذکورہ میں فرانسیسیوں نے ۵۲۱۸۵ آدمی اول الذکر مقام کی جنگ میں اور گذشتہ سال کے اسی عرصہ میں ۳۵۸۶ آدمی وردون کی لڑائی میں گرفتار کر لئے۔ صاف واضح ہے کہ چیمن ڈس ڈیمز پر جو جرمن کا نقصان ہوا ہے۔ وہ وردون کے محاذ کے نقصان سے قریبًا دوچند ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گذشتہ سال کی بہ نسبت جرمن ڈویژن کا نقصان بہت ہی بڑا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وردون کی جنگ بہ نسبت چیمن ڈس ڈیمز کی جنگ جرمن کو بہت گراں پڑی ہے۔ اور یہ حقیقت بھی قابل غور ہے کہ پسپائی کے بعد کل ۴۹ جرمن ڈویژن میں سے صرف ایک ڈویژن خط مجادلت پر دوبارہ نمودار ہوئی۔

اس امر کے یقین کر لینے کی بھی خاص وجوہات ہیں کہ **چیمن ڈس ڈیمن** پر ۴۵۰ اور ۵۰۰ کے درمیان توپ خانہ کی باڑیاں تھیں۔ یعنی اسقدر جتنی کہ گذشتہ سال وردون پر تھیں۔ وہ ہر ایک ہزار گز کے محاذ پر ۱۰ سے ۱۲ تک باڑیاں توپ خانوں کی رکھتے ہیں۔ اور تنگ محاذ پر صرف ایک ہی حملہ کے لئے وہ اکثر باڑیاں استعمال کیا کرتے ہیں چیمن ڈس ڈیمز پر ۱۰ دنوں کے عرصہ میں نصف جرمن نصف فرانسیسی چالیس بڑے بڑے حملے ہوئے۔ اس سے چھوٹے چھوٹے حملوں اور بالمقابل حملوں کے سب سے بڑا اور خوفناک اور دست بدست جنگ جو شاید کبھی ہوئی ہوگی وہ تھی جو کرلی اور کراؤن میں ہوئی جہاں پر وہ رقبہ جو فتح کیا جانا مد نظر تھا یا تنگ اور فوجی حقیقت میں ایسی خفیف تھی کہ پچاس شکستوں نے جرمن کے اس وہم کا ازالہ ابھی نہیں کیا کہ وہ اس رقبہ کو فتح کر لیں گے۔ گمان غالب ہے کہ چیمن ڈس ڈیمز کی لڑائی قائم رکھنے کا خاص مدعا دشمن کا یہ ہے کہ فرانسیسیوں کو کمزور کریں جنہوں نے ان دونوں جگہوں میں جرمن کو لگاتار شکست دی اور ساکت کر دیا ہے۔

چینی حروف تہجی ﴿استیار بقیہ تریکا (ترلادم) ایک امریکن اخبار سے ناقل ہو کہ کوریا کے بادشاہ نے قدیم چینی حروف کی جنہیں ۵۰۰۰ حروف طلباء کو سیکھنے پڑتے تھے خرابیاں دیکھ کر ایک کمیٹی چین انتخاص کی مقرر کر دی کہ وہ نئی ابجد کے حروف تیار کریں۔ چھ ماہ کے بعد کمیٹی نے ۲۴ حروف کی ابجد تیار کر کے بادشاہ کے حضور پیش کی۔ ان میں سے ہر ایک حرف کی آواز جدا گانہ ہے۔ ڈاکٹر ہلبرٹ صاحب اسی اخبار میں بتاتے ہیں۔ کہ یہ حروف دنیا بھر کی ابجد کے حروف کی بہ نسبت بہت ہی سادہ ہیں۔ سات برس کی سخت محنت کے بجائے اوسط درجہ کا کوریائی شخص صرف سات دن میں بہ آسانی سیکھ سکتا ہے اور ہزاروں نے صرف چار دنوں میں اس کو بہ آسانی عمدگی کے ساتھ پڑھنا سیکھ لیا ہے۔





بائیبل کا تحریری زمانہ

(ایڈیٹر نامہ نگار وکی رائے کا ذمہ دار نہیں ۔)

بائیبل کی تحریر کا زمانہ قدیم اقوام دہر کی تہذیب و شائستگی کے اختتام اور نئی اقوام کے نئے زمانہ کی ابتدا کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ کی طوالت قریباً پندرہ سو برس کی ہے ۔ بائیبل کے تمام نوشتے اس زمانہ میں لکھے گئے تھے۔

اس زمانہ کی خصوصیت اس بات میں پائی جاتی ہے کہ یہ زمانہ مذہبی تحریرات کے دائرہ ہستی میں آنے کا زمانہ تھا ۔ دنیا کی اقوام میں جو کتب مذہبی پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب اسی زمانہ کی تحریرات ہیں مثلاً اس زمانہ میں چاروں وید لکھے گئے ۔ اسی زمانہ میں منوہر کا دھرم شاستر ۔ چھ درشن ۔ اپنشد ۔ بالمیکی رامائن ۔ مہابھارت ۔ بدھ کی کتابیں ۔ کنفوشس کی فلاسفی ۔ بابل اور نینوہ کے کتب خانوں کی تحریرات قلمبند ہوئیں ۔ ہومر کی الیئڈ ۔ لقمان اور ارسطو کے مکالمے اسی زمانہ میں ختم ہوئے ۔ اسی زمانہ میں بائبل شریف لکھی گئی ۔ غرضکہ بائیبل کی تحریر کا زمانہ علم و فضل کا زمانہ تھا ۔ مذہبی طور سے یہ وہ زمانہ تھا جس نے آنے والے زمانہ کی نسلوں کے لئے وہ مذہبی قواعد و مراسم دنیا کو دیں جو اکثر اقوام کے آجتک زیر عمل ہیں +

زمانہ زیر فکر کی تمام تحریرات پر غور کرتے ہوئے ایک بات صفائی سے معلوم ہوتی ہے ۔ اور وہ بات یہ ہے کہ اس زمانہ کی میراث میں قدیم اقوام کا یہ عقیدہ کہ خدا ایک ہے ۔ ضرور آیا تھا ۔ ہم کو قدیم مصری تحریرات میں ایسی تحریر ملی ہے ۔ جو واحد خدا کا بیان کرتی ہے ۔ قدیم آکاری قوم کی تحریرات میں خدائے واحد کا ذکر بالا ہے ۔ رگوید کے بعض گیت خدائے واحد کے وجود پر دلالت کرتے ہیں ۔ بائیبل نے ملک صدق اور یترو کو خدا تعالٰی کے کاہن اور بلعام کو خدا کا نبی ظاہر کیا ہے ۔ ان گواہیوں سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ زمانہ قدیم کی اقوام نے زمانہ جدید کی اقوام کی میراث میں ایک عظیم حقیقت چھوڑی گئی تھی وہ حقیقت کچھ اور نہ تھی پر خدائے واحد کا اعتقاد تھی ۔ مگر اس میں ہرگز شبہ نہیں کہ یہودی قوم کے باہر دوسری اقوام میں اس اعتقاد کی نہ تو قدر و منزلت ہوئی نہ اُس کی حفاظت کیگئی ۔ دوسری اقوام کے مذاہب کی تحریرات کو پڑھکر دیکھو اُن میں خدائے واحد کے اعتقاد کے بجائے ۔ سینکڑوں ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں معبودوں کی عبادت و پرستش پر بہت کچھ موجود ہے ۔ مگر خدائے واحد کے لئے کچھ پایا ہی نہیں گیا۔

بائیبل بھی اسی زمانہ کی تحریر ہے ۔ اس کی عظمت و فضیلت اس کی کمالیت و شرافت اس بات میں پائی جاتی ہے ۔ کہ وہ ابتدا سے انتہا تک خدائے واحد کے علم و عرفان سے اس کی عبادت کے حکم و احکام ۔ اس اکیلے کی اطاعت و تابعت کی تاکیدوں سے بھری ہے ۔

وہ یہودی قوم کی پندرہ سو برس کی زندگی کی زینت میں یہودی قوم کے انبیا کو ۔ ادیبوں کو ۔ معلموں کو ۔ اُستادوں کو ۔ بادشاہوں کو ۔ گداؤں کو پیش کرتی ہے ۔ حضرت ابراہام سے شروع کر کے یسوع مسیح تک ایسے خدا پرستوں کو پیش کرتی ہے جن کی مثال آج تک دنیا پیش نہیں کرسکی ۔ خدا کی محبت و عبادت میں جو قربانیاں یہودی قوم گذران چکی ہے ۔ وہ آجتک دنیا کے خواب و خیال میں نہیں آئی ہیں ۔ یہودی قوم کے بزرگوں کے آہنی عقاید کی صحت و صداقت پر یہ کافی دلیل ہے کہ یہودی قوم ابتدا سے خدائے واحد کی پرستار ہو کر یسوع مسیح کے وسیلے سے آجتک دنیا کے مذاہب پر فتح کے نقارے بجاتی آئی ہے ۔

جب ہم بائیبل کی اُن فتوحات پر سوچتے ہیں یا جب ہم بائیبل کے اس زمانہ پر غور کرتے ہیں جو یسوع مسیح کی پیدائش سے ۱۹۱۷ء پر ختم ہوتا ہے تو ہم کو اس زمانہ میں بھی بائیبل کی ہمپلہ کتاب دنیا میں جنم لیتے ہوئے نظر نہیں آتی ہے ۔ اس مسیحی زمانہ میں اگر کوئی کتاب دنیا کی آگاہی میں بائیبل کے سوا آئی ہے تو وہ صرف قرآن عربی ہے ۔ اور یہ قرآن عربی بھی وہ کتاب ہے جس نے بائیبل کی صحت و صداقت کے ڈنکے بجائے ہیں ۔ جو اوّل سے آخر تک بائیبل کے مطالب کا عربی خلاصہ ہے ۔

مندرجہ صدر بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت موسےٰ کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک دنیا بائیبل کا مثنیٰ تجویز نہیں کرسکی ہے ۔ اور وہ بائیبل میں خدائے واحد کی بابت ایسی تعلیم پائی جاتی ہے ۔ جس کی صداقت و صحت سے کوئی مخالف انکار نہیں کرسکتا ہے ۔ اور قرآن عربی کے سوا کسی کتاب کو خدا کی وحدانیت کا اقرار نہیں ہے ۔ اور قرآن عربی بائیبل میں شامل ہے ۔ اب اگر بائیبل سے اس کے مطالبوں سے بالکلیہ انکار کر دیا جائے تو منکرین بتلائیں کہ وہ بنی آدم کی مذہبی ضروریات کی مدافعت کے لئے اُن کے ہاتھوں میں کیا باقی چھوڑتے ہیں جو (پادری غلام مسیح ۔ لودیانہ)

نور افشاں کے خریداروں سے

التماس ہے کہ ہر ایک خریدار ایک نیا خریدار دے کر مشکور فرماوے ۔

ہندوستانی مسیحی اور پولیٹیکل بے چینی

خط

مندرجہ ذیل مضمون اُس ایک خط کی نقل جو اخبار لیڈر الہ آباد کو اُس کے بار بار مسیحیوں پر حملہ کرنے کے جواب میں ارسال کیا گیا۔ اور چونکہ اخبار لیڈر کے اڈیٹر نے طبع کرنے سے انکار کیا۔ ڈاکٹر گھوش نے اُس کو ہمارے پاس مشتہر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ ہم بہت خوشی کے ساتھ اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لئے شائع کرتے ہیں ❖

اڈیٹر لیڈر الہ آباد۔

ڈیر سر۔ میں نے بارہا وقت اور بے وقت اس بات کو معلوم کیا کہ آپ مسیحیوں یعنی مشنریوں اور ہندوستانی مسیحیوں پر حملہ کرنے سے کبھی خطا نہیں کرتے۔ شاید اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کا اخبار ایک سیکٹیرین اخبار ہے (یعنی ایک خاص فرقہ کا) جس کی پالیسی یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کے اغراض و معاملات کی وکالت کرے اور حفاظت کرے اور اگرچہ محض سیکٹیرین اخبار ہے۔ تاہم تمام قوم ہندوستان (جس میں ہندوستان کے محمدی مسیحی ہندو وغیرہ شامل ہیں) کے اغراض و معاملات پر رائے زنی ظاہر کرنے کا دعوےٰ کر کے مرد میدان بننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے اخبار مطبوعہ ۲۳ تاریخ جولائی ۱۹۱۷ء میں ہندوستانی مسیحیوں پر یوں حملہ کرتے ہیں۔ "کہ ہندوستانی مسیحی اس امر میں اپنی کم فہمی ظاہر کرتے ہیں جبکہ وہ اپنے تئیں اپنے ملک کے دیگر ہموطنوں سے پبلک کاموں میں امتیاز کرتے اور قومی زندگی سے جدا رکھتے ہیں وہ ہرگز ہرگز حکومت کرنے والی قوم سے کسی شمار میں نہیں گنے جائیں گے یا قبول کئے جائیں گے۔ اطاعت و تابعداری کے اعتبار سے اُن کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا۔ جو غیر مسیحی ہندوستانیوں سے کیا جاتا ہے" مسیحیوں کو کوئی فعل ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ کہ جس وجہ سے اُن کے ہم وطن اُن سے منکر ہو جاویں"۔ یہ آپ کا تعصب آمیز اندھاپن ہے جو آپ کو ایسا دکھلا رہا ہے کہ ہندوستانی مسیحی اپنے کو "قومی زندگی" سے جدا رکھتے ہیں۔ اور اُن کی یہ خواہش ہے۔ کہ فاتح قوم اُن کو اپنے ساتھ قبول کرے۔ ایسے تھوڑے ہندوستانی تعلیم یافتہ مسیحی آپ کو ملیں تو ملیں جنکا یہ خیال ہو کہ وہ اپنی قومیت کو چند پردمین حقوق کو حاصل کرنے کی غرض سے بطور سوداگری کے تبادلہ کرلیں۔ مگر ہم میں سے کثیر گروہ ایسا موجود ہے جو اُنہیں کو پور دخیین کہلانے و جانے جانے سے سخت ناخوش ہوتے ہیں۔ اور جب آپ فاتح قوم کے ساتھ ملجانے کا ذکر کرتے ہیں تو آپ کا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے اب میں بہت مختصر طور پر آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہم مسیحی آپ کے ساتھ پولیٹیکل بے چینی میں کیوں شریک ہونا نہیں چاہتے۔

(۱) ہم نے تجربہ سے اس امر کو سیکھا ہے کہ جس کو آپ قومی معاملہ بتلاتے ہیں وہ ہندو معاملہ و اغراض ہیں اور آپ کا ہوم رول بھی ہندو رول ہے۔ ہندو صاحبان ملکی انتظام میں خود ہی سب کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً۔ جہانگیر آباد کے اصلاحی کام میں آپ صاحبان کس قدر دیوانگی سے بھر گئے یا ناخوش ہوئے۔ اور الہ آباد کی میونسپلٹی کی نسبت آپ صاحبان نے کس قدر سخت مخالفت ظاہر کی اور یہ تمام مخالفت اس لئے کی کہ جہانگیر آباد کی اصلاحی کارروائی سے ہندو صاحبان کا چنگل کی حکومت کا اجارہ جاتا رہا (یعنی جو تنہا خود ہی حکومت کرنا چاہتے تھے)۔ میں نے اس ملک میں دور دور تک سفر کیا ہے۔ اور مختلف صوبوں میں کام کیا ہے۔ اور ایک ایسی دیسی ریاست میں بیس برس تک سکونت اختیار کی جہاں میرے والد بزرگوار ریاست مذکور میں افسر تھے۔ اور اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم کیا کہ ہندو یا محمدی ریاست کی زیر حکومت ہندوستانی مسیحیوں کو کس قدر ذلیل و حقیر ہو کر رہنا پڑتا ہے پس کیا آپ اب بھی تعجب کرینگے کہ ہندوستانی مسیحی آپ کے ہوم رول کے شور و غل اور رونے دھونے میں کیوں شریک نہیں ہوتے ؟

(۲) آپ کے اور ہمارے طریق میں ایسی دوری ہے جس طرح سے مشرق اور مغرب میں۔ بہت لوگ ہیں جو ظاہری نمائش اور دکھاوے پر بہت بھروسہ کرتے ہیں۔ اور پلیٹ فارم اور پریس سے بہت شور و غل اور نالہ بپا کرتے ہیں۔ لیکن حقیقی اور اصلی بھلائی کو قریب قریب فراموش کر بیٹھتے ہیں لیکن ہم لوگ خاموش طور اور پختہ کام پر اعتبار کرتے ہیں۔ کیونکہ مثل ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی گہرے ہوتے ہیں۔ پنڈتہ رامابائی اور مس سرخلیبس سوراب جی۔ بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ بی سی ایل (آکسن) مثل مسز بیسینٹ اور مسز نیڈو کے اِدھر اُدھر بڑی جماعتوں کے روبرو درس نہیں دیتی پھرتی ہیں۔ وہ اسی طور پر اپنے جنم بھوم کی



نزادگی کے لئے سرگرمی اور غیر تمندی کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔

(۳) ہم لوگ ملک کی اصلاح کرنے میں نیچے کی جانب سے قایل ہیں۔ نہ کہ اوپر کی طرف سے۔ پہلے اپنے گھر ہی سے شروع کرنا چاہیے۔ ہوم رول کو ہندوؤں اور محمدی صاحبان کو اپنے گھر ہی سے شروع کرنا چاہیے۔ پردہ کی ظالمانہ رسم کو مٹائیے ذات پات کے طریقہ کو دور دفعہ کیجئے۔ اور جو جو نقصان عورت بچے اور بچ پنے میں کئے جا رہے ہیں اُن کو مٹائیے۔ اپنی عورتوں کو اُتنی ہی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیجئے جتنی کہ ہندوستانی مسیحی دے رہے ہیں۔ اپنی ہوم لایف کی اصلاح کیجئے۔ اور اپنے طریقہ رہائش میں ترقی کیجئے۔ پہلے اپنے ہی گھروں میں درستی سے حکومت کیجئے۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ شوہر اور جورو دونوں بخوبی تعلیم یافتہ ہوں۔ اور تب ملک پر حکمرانی کرنے کا خیال کیجئے۔ مجھے اسکول میں ایسے لڑکوں سے سابقہ پڑتا ہے جن کی زندگی برے ہوم لایف سے برباد ہو گئی ہے۔ اور ایسے لڑکے میرے دوسرے لڑکوں کے لئے بطور آبجیکٹ لیسن کے ہوا کرتے ہیں۔ اور تب میں اُن کو یہ دکھلاتا ہوں کہ ہندو اور محمدی صاحبان کس طرح سے پولٹیکل زندگی کی دوڑ کو ایک ٹانگ سے دوڑنا چاہتے ہیں۔ پر وہ ایسا نہیں کر سکتے ہیں۔ ہاں وہ بیساکھی کے سہارے سے لنگڑا کر چل سکتے ہیں۔

(۴) ہم اسبات کو مانتے ہیں۔ کہ تمام حقیقی ترقی اندر کیجانب سے ہوا کرتی ہے۔ صدیوں تک ہندوؤں اور محمدیوں کے عہد سلطنت میں ہم صرف ایک شخص کی حکومت کے عادی رہا کئے ہیں ہندوستانیوں کو جمہوری سلطنت کی نسبت معلوم نہیں ہوا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ اور اب چونکہ تھوڑے سے اشخاص نے مغربی تعلیم کو تھوڑا ہی سا حاصل کیا ہے۔ انہوں نے جمہوری سلطنت کے طریقہ حکومت کے لئے رونا شروع کر دیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیے۔ کہ جمہوری اصول قوم کی زندگی کا ایک جزو بنجانا ضروری ہیں۔ پیشتر اس کے کہ وہ قوم جمہوری حکومت کو اختیار کرے اور یہ تبدیلی ایسے تھوڑے سے عرصہ میں کسی ایک قوم کی زندگی میں حاصل ہو جانا سایکالجیکل محالات سے ہے ۱۸۶۰ء کی ابتدا میں چالیس ہزار سیرین مسیحیوں کا لبنان میں ترکوں اور ڈروسیز سے قتل کئے جانے کے بعد پانچ یوروپین طاقتوں نے لبنان کے مسیحیوں کو ہوم رول دلا دینے کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لی۔ اور میں اُس وقت ۱۹۰۸ء میں لبنان میں موجود تھا۔ اور میں نے اُس وقت لبنان کے ہوم رول کی تمام تواریخ سے واقفیت حاصل کی اور وہ مسیحی ہوم رول میں دہشت ناک طور پر ناکامیاب ہوئے۔ اور وجہ اُس کی یہ ہوئی کہ وہ سیرین مسیحی مشرقی ہو کر۔ گو وہ ایک ہی قوم کے تھے۔ اور ایک ہی مذہب و زبان رکھتے تھے اور یوروپین قوموں کے ساتھ بالکل نزدیکی مَس رکھتے تھے۔ مگر انہوں نے جمہوری سلطنت کے اصولوں کو پوری طور پر جذب نہیں کیا تھا۔ لیکن ہندوستان لبنان کے مقابلہ میں ہزاروں درجہ بڑا ہے اور ہندوستان کی حالت سینکڑوں درجہ مشکل اور پیچیدہ ہے۔ لہذا ایک ہندوستان کے تمام ملک کے باشندوں کے لئے عرصہ دراز چاہیے۔ جبکہ وہ ایک واحد قوم بنجاویں اور ہوم رول کے لئے تیار ہو جاویں۔ ہم ہندوستانی مسیحی قومی زندگی سے علیحدہ نہیں ہیں۔ لیکن خاموشی اور صبر اور سرگرمی سے اپنے جنم بھومی کے لئے اخلاقی روحانی اور ملکی نزادگی کے لئے کام کرتے اور دعا کرتے ہیں۔

میں دور دراز منظر پر نگاہ کرنے کی درخواست نہیں کرتا۔ پر ایک قدم آگے بڑھنا میرے لئے کافی ہے۔"

مِس تصنیف جوزف جے۔ گھوش۔ ایم۔ اے ڈی۔ ایل۔ ٹی۔ ایڈیٹر پرنسپل ماڈرن ہائی اسکول الہ آباد و پریذیڈنٹ انڈین کرسچن ایسوسی ایشن الہ آباد۔ برانچ۔

(از انڈین کرسچن ریویو بمبئی)

مترجم۔ پادری جے مکابین۔ شیخوپوری۔

کرسچن اینڈ یور اور سنڈے سکول کا جلسہ

علاقہ خانقاہ ڈوگراں وگوجرانوالہ پریسبیٹرین کرسچن اینڈیور و سنڈے سکول کا جلسہ امسال ۱۹۱۷ء بمقام مارٹن پور چک نمبر ۱۰۳ ضلع گوجرانوالہ میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی ہر ایک میٹنگ گرجا گھر ہی میں منعقد ہوتی رہی ہے۔

اجلاس اوّل۔ ۱۷ جولائی ۱۹۱۷ء

بوقت ۵ بجے شام پادری کتھوبل صاحب کی دعا سے شروع ہوا۔ سابقہ میر مجلس پادری برکت مسیح صاحب از گوجرانوالہ کے غیر حاضر ہونے کے باعث مارٹن پور کے پاسٹر پادری کتھوبل صاحب نے متی ۲۰ سے وعظ دیا۔

انتخاب عہدہ داران } پادری ایچ سی چیمبرس صاحب پریذیڈنٹ

پادری جیون مل صاحب از گوجرانوالہ نائب میر مجلس

منشی نواب الدین صاحب سکرٹری۔

منشی جگن ناتھ صاحب از مارٹن پور۔ خزانچی مقرر کئے گئے۔

اگرچہ تعداد شرکاء اہل دیہات سے بہت کم تھی۔ لیکن پھر بھی گاؤں کے خوش قسمت سامعین وحاضرین نے اپنی آمد آمد سے جلسہ کی رونق کو دوبالا کردیا۔ میرمجلس صاحب کی دعا سے جلسہ برخاست ہوا۔

اجلاس دوسرا ۸ جولائی ۱۹۱۷ء ۷ بجے صبح خداوند کی تعریف اور ستائش کرتے ہوئے مسٹر جے آر رائے صاحب کی دعا سے شروع ہوا۔

بعدازاں مقررشدہ مضامین کلیسیا کے والنٹیرس کے متعلق مختلف اصحاب نے پُرتاثیر درس دیئے۔

(۱) **والنٹیروں کی ضرورت** کے متعلق مسٹر اے۔ اے دتا صاحب نے افسیوں ۴: ۱۱-۱۳ کو پیش کیا۔

(۲) **والنٹیروں کا پیدا کرنا** پادری قادربخش صاحب از سانگلہ نے فلپیوں ۳: ۷ و ۸ پیش کیا۔

(۳) **والنٹیروں کا انعام** مسٹر ایچ۔ بی سیموئیل صاحب نے سبق سکھلایا۔ حاضرین نے سننے میں بڑی دلچسپی لی اور بہت فایدہ اُٹھایا۔

اس جلسہ میں ہمارے مہربان دوست مسٹر جے آر رائے صاحب انلاہو بھی رونق افروز تھے جنہوں نے کرسچن میوچل پراویڈنٹ کے فوائد سے لوگوں کو خوب واضح کیا۔ پادری کتھصول صاحب کی برکت سے جلسہ برخاست ہوا۔

تیسرا اجلاس ۱۸ جولائی بوقت ۵ بجے شام منعقد ہوا۔

مضمون۔ دیہاتوں میں سنڈے سکول کی ضرورت۔ مسٹر کے۔ ڈی برک صاحب ہیڈ ماسٹر ایم۔ بی سکول۔ فرنگ لاہور نے خوب روشن کیا۔

سنڈے سکول اور اس کے چلانے کے طریق پادری قادربخش صاحب نے بڑی خوش اسلوبی اور فصاحت سے بتلائے۔ ازاں بعد جدعون کی کہانی ڈیلیگیٹوں سے سُنی گئی۔ جلسہ پادری مہتاب الدین صاحب از نگیس آباد کی دعا سے برخاست ہوا۔

چوتھا اجلاس ۱۹ جولائی ۱۹۱۷ء ۷ بجے صبح منعقد ہوا۔

ڈیلیگیٹس سے رپورٹیں سنی گئیں۔ جو کام کی ترقی کا اظہار کرتی تھیں۔

زبور ۹۶ دوسرا حصہ پنجابی نظم سب سوسائٹیوں کے ڈیلیگیٹوں سے باری باری راگ میں سُنا گیا۔

باقیماندہ کام کرنے کے بعد موضع مارٹن پور کے مسیحیوں کی شکرگزاری ادا کی گئی جنہوں نے قابل تعریف مہمان نوازی کے علاوہ جلسہ کو بارونق اور دلچسپ بنانے میں کسی امر کی پہلوتہی نہیں کی۔

جلسہ کے اختتام پر تقدیس جلسہ پادری قادربخش صاحب کی رہنمائی سے سرانجام دیا گیا۔ اور پادری ایچ سی چیپرس صاحب کی برکت سے جلسہ برخاست ہوا۔ فقط۔

راقم خادم۔ اے۔ اے۔ دتا از
خانقاہ ڈوگراں۔ امریکن یوپی مشن

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا ضرور حوالہ دیجئے۔ ورنہ عدم تعمیل شکایت معاف
مینیجر نورافشاں

تنقید برمضمون واعظ

(ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں ہے)

تسلیمات۔ مورخہ ۳۱ اگست کا پرچہ (نورافشاں) میری نظر سے گزرا۔ جس میں صفحہ ۷ کالم ۲ میں: غزل الغزلات کے ۱: ۶ پر کچھ خامہ فرسائی کی گئی ہے مگر افسوس کہ جو مطلب نامہ نگار صاحب نے اس کا لیا ہے۔ ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اُس کتاب کے مصنف کے خیال میں بھی نہ تھا اور نہ رسولوں کے زمانہ سے لے کر آج تک کسی کے خیال میں گذرا۔ وہاں تو معاملہ دگرگوں ہے۔ اور یہاں آیت کی عبارت یوں ہے۔ "انہوں نے مجھ سے تاکستانوں کی نگہبانی کرائی۔ پر میں نے اپنے تاکستان کی جو خاص میرا ہے نگہبانی نہیں کی؟"۔ مطلب یہ ہے کہ مجھ سے انہوں نے (یعنی بزرگان کلیسیا نے) تاکستان کی نگہبانی کرائی (یعنی دینی خدمت پر مامور کیا) پر میں نے اپنے تاکستان کی جو خاص میرا ہے (یعنی اپنے خاندان کی نگہبانی) نہیں کی (یعنی اُن سے بے پروا رہا) پس اب دیکھنا چاہیئے کہ خادمان دین نے اپنے تاکستانوں کی نگہبانی تو کی۔ خواہ خوشی سے خواہ مجبوری سے خواہ بری کی خواہ بھلی۔ مگر کی ضرور۔ لیکن اپنے باغیچہ کو اُجاڑ دیا اور اجاڑا اور اپنے خاندان کا ستیاناس کردیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ بقول "اوروں کو نصیحت اور خود رانصیحت" والا معاملہ ہوگیا۔ اور ہم اپنے روزمرہ کے تجربہ سے اور واقعات سے ثابت کرسکتے ہیں۔ کہ خادمان دین کے دیگر تاکستانوں میں جو ان کے سپرد ہیں بڑے خوش نما اور پھلدار پھل پھول پتے لگے ہوتے ہیں۔ مگر اُن کی اپنی کیاری میں باغ وباڑی میں ایسے گندے اور بدذائقہ پھل پیدا ہوتے ہیں کہ دیکھنے

دل نہیں چاہتا۔ لہٰذا اوپس رسول کے دل میں بھی یہی کھٹکتا۔ تھا جیسی تو اُس نے یہ کہا کہ "ایسا نہ ہو کہیں اوروں کو منادی کر کے آپ نامقبول ٹھہروں۔ دیکھو اقرنتی ۹: ۲۷ اور ساتھ ہی ہمارے خداوند نے بھی اس کی طرف کچھ اشارہ دیا۔ جیسا کہ متی ۷: ۲۲-۲۳ میں مذکور ہے کہ اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ اے خداوند۔ اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے۔ اس وقت میں اُن سے صاف کہہ دونگا کہ میری تم سے کبھی واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ۔ لہٰذا اب ہم کو معلوم کر لینا چاہیئے کہ کہاں تک یہ آیت ہم پر عاید ہو سکتی ہے اور کس حد تک اِسکا واسطہ کلیسیا کے ساتھ یا ہمارے ساتھ ہے۔ خدا ہماری عقلوں اور ذہنوں کو روشن کرے تاکہ ہم اُس کے بھیدوں تک رسائی حاصل کر سکیں۔

کہاں طاقت وکرے اقبال بیان شمۂ قدرت
نہیں واقف ہوا کوئی سخنور ہیں کہاں سے
فکرے ہر کس بقدر ہمت اوست

نوٹ۔ اگر کوئی صاحب اس سے کوئی اور تشریح نکال سکتا ہے تو مہربانی سے فائدہ عام کی خاطر نور افشاں میں تحریر کرا دیں اور لوگوں کی دعائیں لیں

راقم خاکپائے علماء دین۔ فیروز الدین۔ از لاہور

تبت کے حالات

شملہ سے ایک سڑک تبت کو جاتی ہے جس کو ہندوستانی تبت روڈ کہتے ہیں۔ شملہ سے چند پڑاؤ تک تو یہ سڑک اچھی ہے۔ پر آگے چلکر تو بعض دفعہ بمشکل پاؤں رکھنے کو جگہ ملتی ہے۔ اگر پاؤں پھسلا تو بس کام تمام۔ سینکڑوں فٹ گہرے کھڈ۔ ندی نالے اور دریا ہیں۔ بہت سی جانیں گر کر اور طرح طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو چکی ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ شملہ سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر مسٹر کروک مع گھوڑا کے مارے گئے۔ اور ۵۰ میل کے فاصلہ پر مسز برائینڈ مع گھوڑے اور سائیس کے ماری گئیں اور ۵۹ میل کے فاصلہ پر مسٹر اے لارنس صاحب مارے گئے۔ اور ۱۰۳ میل پر مسٹر ایلیٹیس گھوڑے سمیت مر گئے اور ۱۰۷ میل پر مسٹر گبسن پر حملہ کیا گیا۔ مگر خدا نے بچایا اور ۱۱۸ میل کے فاصلہ پر مس رینفیر پاؤں پھسلنے سے دریا میں گر گئی۔ ان میں سے کوئی تو گرنے سے اور کوئی ڈاکوؤں سے یا جنگلی جانوروں سے مارے گئے۔ اور بعض ہندوستانی سڑک بناتے ہوئے اور سفر کرتے ہوئے مارے گئے۔ اس سے آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ جب راستہ ہی ایسا خطرناک ہے تو آگے کیسے خطرات ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرف کوئی سفر نہیں کرتا۔ سوا اُن کے جن کو ضروری کام ہے۔ اگر فضل خدا شامل حال نہ ہوتا تو میرا بھی بسلامت واپس ہندوستان کو آنا ممکن نہ تھا۔

میں جولائی کے شروع میں کوٹ گڑھ سے تبت کی طرف روانہ ہوا۔ مسٹر رایٹ نے بھی مجھ کو خواہش ظاہر کی کہ جہاں تک ہو سکے میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ سو ہم دونوں ملکر کوٹ گڑھ سے جو شملہ سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر شمال کی طرف واقعہ ہے نیرتھ۔ رامپور۔ گورا۔ سراہن۔ چورا۔ نژنڈا۔ پونڈا۔ سنجار۔ ونگتو۔ چھولتو۔ اری اور ونگی وغیرہ میں منادی کرتے ہوئے چینی پہونچے۔ یہاں پر کتی نوح کی طرف سے ایک ہسپتال اور کارخانہ کھولا گیا ہے۔ مسٹر و مسز برنوٹ یہاں خدمت کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک روز ٹھہر کر ہم پیرنگی۔ رانگ۔ جنگی۔ کانم۔ سیاسو وغیرہ میں انجیل سناتے ہوئے پو پہونچے۔ یہاں پر دو چار روز مسیحیوں کے درمیان خدمت کی۔ یہ جگہ شملہ سے قریبًا ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر دریائے ستلج کے کنارے پر واقع ہے۔ تبت کا علاقہ یہاں سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر شروع ہوتا ہے۔ یہاں سے مسٹر رائیٹ کو تو اسی راستے سے واپس لوٹنا پڑا۔ اور میں مسٹر علی کے ساتھ تبت میں جا داخل ہوا۔ (باقی دارد) (فقیر سندر سنگھ)

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

خرچ تعلیم کا مخزن خانجا یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۷ء سے حصہ اوّل پرائمری کی تین جماعتیں ایک ام میکو لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کردی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہوگیا ہے خرچ خوراک معہ فیس طالب علم ماہوار اگر ایک خاندان سے ۲ ہوں للعہ ۳ ہوں للعہ دھوبی اور کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں جن رکشا رو ڈکول بورڈ کیرام وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت جن رکشا لعہ سے ماعہ کیرم بورڈ کول لعہ سے عہ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پُر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس اور خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع حوض۔ عبادت کے لئے گرجہ گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید براں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

باغِ دل

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب۔

چندہ سالانہ اگر ۲ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو عہ فی کاپی ہوگا المشتہر دی ایم ویری ڈی ڈی منیجر لودیانہ پنجاب

کرسچن بک سٹور لودیانہ۔

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی تمام کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اُردو و پنجابی بائبل میں امریکن ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور کرسچن لٹریچر اینڈ فارن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہے فہرست کتب کیلئے درخواست بھیجو منیجر پادری ای ایم ویری صاحب لودیانہ پنجاب

مخزنِ مسیحی

یہ رسالہ ماہ کی پہلی تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں چیدہ ایڈیٹر کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱۲ سے لیکر ۴ روپیہ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی کتیپر سولہ آباد سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عہ

ہندوستان و پنجاب سے " " " ۳

غیر ممالک سے " " " ۱۳/

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸/	ے	لعہ
چوتھائی کالم	ے	لعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	صہ
پورا کالم	عہ	صہ	ہ
پورا صفحہ	صہ	ضعہ	ماصہ

ہر ایک دفعہ کیلئے فی سطر ۲ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

تمام ضروریات زندگی ۱۲/۹

کابل و کشمیر کی پیداوار ادویہ جات پنساری مفرد و مرکب زعفران کستوری مربہ جات شہد عطر تیل پھلیل ہینگ پاپڑ وڑیاں سامان ولایتی منیاری سامان سٹیشنری سامان مستورات زیورات پارچات اسباب چمڑہ بوٹ گرگابی وغیرہ پشاوری لنگی کلاہ ٹوپی سامان ہتھیارات متعلق درزی ترکھان زرگران موچی حجام وغیرہ

بھگرا فس عرق عشبہ مرکب

مصفی خون خارش پھوڑے پھنسی آتشک ناسور گٹھیا بدن کے سفید و سیاہ داغ اور دیگر جلدی بیماریوں کیلئے اکسیر ہے قیمت فی بوتل عہ مفصل درخواست پر مفت مل سکتی ہے نوٹ مفصلہ ذیل شہروں کے ہمارے ایجنٹوں سے خرید سکتے ہیں بنوں کوہاٹ نوشہرہ۔ ایبٹ آباد حضرو حسن ابدال کیمبلپور گوجرانوالہ جہلم گجرات بھیرہ لائلپور۔ جڑانوالہ خانقاہ ڈوگراں وزیرآباد جموں سیالکوٹ جھنگ مگھیانہ ٹبہ جات ملتان کیریاں وغیرہ وغیرہ۔ المشتہر

ہر بھگوان پنساری شہر راولپنڈی۔

ہماری ۲۵ سالہ تجربہ شدہ مجربات ۱۲/۶

شرطیہ بینائی { برسوں کی دھند۔ کم نظری۔ جالا۔ کگرے۔ لالی۔ پانی کے لئے ناظرین نورافشاں سے پادری صاحبان پروفیسران حکیمان خاص ہیں۔ قیمت عہ

روغن اکسیر اعظم { درد سر تحقیقہ۔ کان۔ کمر۔ گھٹنے۔ ریچھی ورم۔ چوٹ۔ گنٹھیا۔ موچ۔ ڈنگ دار جانور کے کاٹے) کم سننا۔ تقصیر ہار سے کے لئے۔

مجربات { واسطے سیفنہ۔ مرگی۔ طاعون۔ کمزوری جگر۔ تلی۔ جواب سندات کے لئے ۲ ٹکٹ ونہ بیج آنا چاہیے۔ ڈاکٹر دھرم داس۔ ایل۔ ایچ۔ ایم۔

لاہور) اے۔ بی ایم ایچ

عمدہ قابل اطمینان اصلی

تخم ترکاری اور پھول۔ نیز پھل پھول کے پودے۔ ایچ ایچ عیسیٰ جی اینڈ کو سہارنپور سے ملتے ہیں۔ فہرست منگا کر نام اور قیمت معلوم کیجئے۔ ایچ ایچ عیسیٰ جی اینڈ کو سہارنپور۔

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن ہیم پریس لودیانہ میں باہتمام دائمی براد ر چھپا۔